پروفیسر شہزاد انجم

# جامعہ ملیہ اسلامیہ کی صدی تقریبات اور ہم

## جامعہ ملیہ اسلامیہ کے یوم تاسیس پر خاص

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

**ہندوستان** کے عظیم الشان تہذیبی، تاریخی اور تعلیمی ادارے جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام ۲۹ر اکتوبر ۱۹۲۰ء کو اُن چند سرفروشانِ ملت، محبِ وطن اور غم گسارانِ قوم کے ہاتھوں ہوا تھا جن کی یہ خواہش تھی کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ پورے ہندوستان کا عظیم تعلیمی ادارہ بنے جہاں تمام قوموں کی تعلیم کا معقول و مناسب انتظام ہو۔ مسلمان قوم جو تعلیمی اعتبار سے پچھڑے ہوئے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کا خاص انتظام کیا جائے۔ اس ادارے کی مخصوص شناخت قائم ہو جہاں اُردو زبان وادب اور تہذیب کے فروغ اور بقا پر خصوصی توجہ دی جائے۔ مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خاں، عبدالمجید خواجہ اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری، ہندوستان کی جنگِ آزادی کے مجاہدین اور اُردو زبان وادب کے شیدائی تھے۔ مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خاں اور عبدالمجید خواجہ تو باقاعدہ شاعر تھے۔ مولانا محمد علی جوہر کے یہ اشعار آج بھی زبان زدِ خاص و عام ہیں۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے
کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہو مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے

مولانا محمد علی جوہر ایک شاعر کے ساتھ ساتھ انگریزی اور اُردو زبان کے صحافی بھی تھے۔ ثابت قدمی اور حق گوئی کا سبق انھوں نے اپنی والدہ سے سیکھا تھا۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لعل نہرو، مولانا محمد علی جوہر کا بڑا احترام کرتے تھے۔ گاندھی جی اور نہرو جی، جامعہ کے اکابرین مولانا محمد علی جوہر، عبدالمجید خواجہ، حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی حد درجہ قدر کرتے تھے۔ ان تمام اکابرین بشمول گاندھی جی اور پنڈت جواہر لعل نہرو کی یہ خواہش تھی کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ ملک کا عظیم قومی ادارہ بنے۔ اس ادارے کو شانتی نکیتن کے مماثل بھی قرار دیا گیا۔ ان اکابرین کے بعد ڈاکٹر ذاکر حسین، ڈاکٹر عابد حسین اور پروفیسر محمد مجیب نے اس ادارے کو خونِ جگر سے سینچا۔ اس ادارے کے لیے ہر طرح کی جانی و مالی قربانیاں دیں۔ یہ تینوں حضرات بڑے اسکالر، عالم اور دانشور تھے۔ ملک و قوم کا درد رکھتے تھے۔ مستقبل پر ان کی نگاہ تھی۔ اپنی ذات سے مبرّا تھے۔ ذاتی نمود و نمائش، اشتہار بازی اور مصلحت سے کوسوں دور تھے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ روز افزوں ترقی کرتی رہی۔ ڈیمڈ یونیورسٹی اور پھر سینٹرل یونیورسٹی بھی بن گئی۔ سینٹرل یونیورسٹی بننے کے بعد آہستہ آہستہ اس کے رویے میں تبدیلی آنے لگی۔ پورے ملک سے منتخب اساتذہ اس ادارے سے وابستہ ہونے لگے، جن کے علمی و تحقیقی کارناموں کی وجہ سے جامعہ ملیہ اسلامیہ کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ جامعہ کو ہمیشہ اچھے وائس چانسلر ملے جنھوں نے جامعہ کی ترقی اور اس کی تہذیبی وراثت کو قائم رکھنے میں نمایاں کردار ادا کیے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ محض ایک تعلیمی ادارہ نہیں، یہ ہمارے اکابرین اور اسلاف کی ایسی تاریخی، علمی دانش گاہ ہے جس کے سینے میں ہندوستان کی آزادی کی تاریخ اور ہماری تہذیبی وراثت آباد ہے جو ہمیں امن و آشتی، خیرسگالی، اعلیٰ اقدار، سیکولر کردار، مساوات، حب الوطنی اور برادرانِ وطن سے محبت و اخوت کا درس دیتی ہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ خلافت تحریک اور ہندوستان کی جنگِ آزادی کے بطن سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بانیان نے اپنے آنے والی نسلوں کے لیے بیش قیمت علمی سرمایہ بھی چھوڑا ہے جس کے مطالعے کی موجودہ وقت میں اشد ضرورت ہے۔ میں اب اکثر ٹیلی ویژن چینلوں پر اس طرح کی گفتگو میں سنتا ہوں جس میں ایک خاص نظریے کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے جنگِ آزادی میں کیا کردار ادا کیا؟ میری ان سے گزارش ہے کہ کاش وہ صرف جامعہ ملیہ اسلامیہ کی پوری تاریخ پڑھ لیں تو ان کے ذہن کے جالے صاف ہو جائیں گے اور فکر و سوچ میں کشادگی پیدا ہوگی۔ جامعہ کے چند بانیان آزادیٔ وطن سے قبل اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے تھے مگر وہ چند اکابرین جنھوں نے جامعہ کے قیام میں غیر معمولی کردار ادا کیا، انھوں نے تقسیمِ ملک کے بعد ہندوستان میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا۔ ان میں عبدالمجید خواجہ، ڈاکٹر ذاکر حسین، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر عابد حسین، پروفیسر محمد مجیب، شفیق الرحمن قدوائی وغیرہم کے نام خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں مولانا آزاد، ذاکر صاحب اور شفیق الرحمن قدوائی کا تو آزادی کے بعد ہندوستان کی سیاست میں خاصا عمل دخل رہا اور انھوں نے روشن اور ترقی یافتہ ہندوستان بنانے میں اہم رول ادا کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قافلہ رواں دواں رہا۔ نئے اذہان اس ادارے سے وابستہ ہوتے گئے جن کی علمیت، قابلیت اور صلاحیت کا جامعہ ملیہ اسلامیہ کو بڑا فائدہ حاصل ہوا۔ جامعہ کی مختلف فیکلٹیوں، شعبوں اور سینٹروں کے اساتذہ نے ملک و بیرون ملک میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کا نام روشن کیا اور ہندوستان کی عظمت میں چار چاند لگائے۔ آج بھی تقریباً پوری دنیا میں جامعہ کے طلبا مختلف میدانوں میں کار ہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں اور اپنے وطن عزیز کے نام کو زندہ جاوید کیے ہوئے ہیں۔ مغربی ممالک اور خلیجی ممالک میں تو جامعہ ملیہ اسلامیہ کے اس قدر طلبا آباد ہیں جنھوں نے ہر جگہ جامعہ الومنائی کا قیام کر رکھا ہے۔ وہ اپنے ادارے اور اپنے وطن کی خوش گوار یادوں کو ہمیشہ سینے میں سجائے رکھتے ہیں اور مختلف مواقع پر علمی و ادبی محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں، آپس میں ملاقاتیں کرتے ہیں اور ان خوش گوار یادوں کو ان مجلسوں اور محفلوں میں ایک دوسرے سے شیئر کرتے ہیں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قیام کو پورے سو سال ۲۹ر اکتوبر ۲۰۲۰ء کو ان شا اللہ پورے ہو جائیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی صدی تقریبات اسی آن بان اور شان سے منائی جائے جو کہ اس ادارے کا حق ہے۔ جامعہ کی سلور جبلی تقریب کو مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لعل نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر ذاکر حسین کی شرکت نے تاریخی اور یادگار بنا دیا تھا۔ اس زمانے میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بڑی حیثیت تھی۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت نہرو کا اس ادارے سے خاص رشتہ تھا۔ پریم چند کا بھی جامعہ ملیہ اسلامیہ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ پریم چند نے اپنا مشہور افسانہ 'کفن' جامعہ میں اپنے قیام کے دوران ہی تحریر کیا تھا جو کہ پہلی بار رسالہ جامعہ میں شائع ہوا۔ پریم چند کے بیٹے رسک لال نے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت نہرو کی کتابوں کے اُردو تراجم جامعہ ملیہ اسلامیہ کے اکابرین نے ہی کیے۔ زبان و ادب، سائنس، ثقافت، ذرائع ابلاغ، تدریس، تاریخ، تہذیب، سیاست، ٹیکنالوجی وغیرہ سبھی میدانوں میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبا نے غیر معمولی کارنامے انجام دیے، جن کی شہرت دور دراز تک ہوئی اور جنھوں نے اپنی خدمات ملک و بیرونِ ملک کے مختلف اداروں میں دیں۔ آج بھی یہاں کے طلبا اپنی ذہانت و فطانت، شرافت و سنجیدگی، بردباری اور متانت، وضع داری اور رواداری کے لیے خاص شناخت رکھتے ہیں۔ گذشتہ برسوں میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے شعبۂ اُردو میں نوبل انعام یافتہ رابندر ناتھ ٹیگور کی ۱۵۰ ویں سالگرہ کے موقع پر "ٹیگور ریسرچ اینڈ ٹرانسلیشن اسکیم" کے تحت وزارت ثقافت، حکومت ہند کے تعاون سے غیر معمولی کارنامہ انجام دیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت رابندر ناتھ ٹیگور کی کتابوں کے اُردو تراجم کیے گئے جن میں ناول 'گورا' اور نوبل انعام یافتہ گیتوں کا مجموعہ 'گیتانجلی' خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ٹیگور ریسرچ اینڈ ٹرانسلیشن اسکیم کے کوآرڈینیٹر کی ذمہ داری مجھے دی گئی تھی اور میں نے بحسن و خوبی اس ذمہ داری کو نبھایا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مختلف شعبوں کی آج بھی پورے ہندوستان ہی نہیں، بلکہ دنیا میں دھوم ہے۔ ایک سال بعد اب جبکہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قیام کے ایک سو برس پورے ہو جائیں گے، ضرورت اس بات کی ہے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں بڑے پیمانے پر صدی تقریبات کا انعقاد کیا جائے۔ جس کا آغاز آج سے ہی یعنی ایک برس پہلے سے ہونا چاہیے اور یہ سلسلہ ایک برس بعد تک یعنی ۲۹ر اکتوبر ۲۰۲۱ء تک قائم رہنا چاہیے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے گہرا رشتہ رہا ہے۔ علی گڑھ کے ہی چند ذہین اور ہونہار طالب علموں کی خصوصی کوششوں سے جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں سرسید کے ۲۰۰ ویں یومِ پیدائش پر کتنے شاندار اور مختلف نوعیت کے پروگراموں کا انعقاد کیا گیا۔ سیمیناروں، مذاکروں، لیکچرز، تہذیبی و ثقافتی پروگراموں کے علاوہ کئی کتابوں کی اشاعت بھی عمل میں آئی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے المونائی نے علی گڑھ کی ترقی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بھرپور مالی تعاون دیا جس سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی روز افزوں ترقی ہوئی اور اس ادارے کی آن بان اور شان میں اضافہ ہوا۔ وہی جذبہ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے المونائی، اساتذہ اور طلبا میں دیکھنے کا خواہاں ہوں، کیونکہ جامعہ ملیہ اسلامیہ ایک تحریک کا نام ہے جس سے ہندوستان بھر کے طلبا و اساتذہ وابستہ ہیں اور جو پورے ملک میں اپنی غیر معمولی شناخت رکھتی ہے۔ جامعہ کا ہم پر قرض ہے۔ جامعہ نے کئی نسلوں کی آبیاری کی ہے، اس پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی صدی تقریبات کے موقع پر ہر فیکلٹی، شعبے اور سینٹر کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور مختلف پروگراموں، سیمیناروں، مذاکروں کا انعقاد کرنا چاہیے، ساتھ ہی جامعہ ملیہ اسلامیہ کی تاریخ، تہذیب، روایت، علمی و عملی دین کے تعلق سے تحقیقی کتابوں کی اشاعت ہونی چاہیے۔ مقبول فدا حسین آرٹ گیلری، ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری، انور جمال قدوائی ماس کمیونیکیشن سینٹر، فیکلٹی آف فائن آرٹس کے زیرِ اہتمام جامعہ ملیہ اسلامیہ کی تاریخ و تہذیب کے تعلق سے شاندار نمائش کا اہتمام بھی کیا جانا چاہیے۔ اس موقع پر حکومت ہند کے خصوصی تعاون سے چند یادگار عمارتوں کی تعمیر بھی اگر ہو جائے تو بہت مناسب ہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی ترقی و عظمت میں یہاں کے سابق طلبا کس طرح تعاون کر سکتے ہیں اس کا فیصلہ وہ خود زیادہ مناسب انداز سے کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ اس موقع پر جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ملک کے ممتاز دانشوروں، ادیبوں اور فنکاروں کے خصوصی لیکچرز کا اہتمام کیا جائے، جس میں خصوصی طور پر جامعہ ملیہ اسلامیہ کی خدمات کا ذکر ہو اور پورے ملک کی مختلف زبانوں کی میڈیا میں پیغام دیا جائے کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، علم و ادب کا گہوارہ، امن و آشتی کا مرکز، رواداری و وضع داری کا سینٹر اور حب الوطنی سے سرشار جیالوں و نونہالوں کی آماجگاہ ہے جو ملک و قوم کی خدمت کو اپنا اولین فرض سمجھتے ہیں اور ملک کی ترقی و کامرانی کے لیے ہمیشہ سرگرم عمل دعا گو ہیں ■

شعبۂ اُردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی